بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ جات بابت پارہ شانزدہم

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۴۸۲

تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے حضرت موسےٰ۔ حضرت یوشع اور حضرت خضر علیہم السلام کا قصہ بیان فرمایا۔ تو لوگوں نے عرض کی کہ ہم سے اُس پھرنے والے کا بھی حال بیان فرمایئے جو مشرق و مغرب میں چلا پھرا ہے کہ وہ کون تھا؟ اور اُس کا قصہ کیا ہے؟ اُس وقت خدائے تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں "وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ الخ" اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ: ذوالقرنین نبی تھے یا بادشاہ؟ حضرت نے جواب دیا وہ نہ نبی تھے اور نہ بادشاہ۔ بلکہ خدا کے نیک بندے تھے۔ وہ خدا کو دوست رکھتے تھے اور خدا اُن کو دوست رکھتا تھا۔ وہ خدا سے خلوص رکھتے تھے اور خدا تعالےٰ اُن کو خالص بندہ جانتا تھا اور اُنہیں اُن کی قوم کے پاس ہدایت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ پس اُن لوگوں نے ذوالقرنین کے سر کے داہنے حصہ پر ضربت لگائی تو ذوالقرنین اُن کی نظروں سے جب تک خدا کو منظور تھا غائب ہو گئے۔ پھر دوبارہ خدا نے اُن کو بھیجا تو اُن لوگوں نے ذوالقرنین کے سر کے بائیں حصہ پر ضربت لگائی۔ پھر اُن کی نظروں سے ایک مدت تک غائب رہے۔ پھر تیسری بار ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔ خداوند عالم نے اُن کو زمین میں اقتدار دیا۔ (ایہا الناس) ذوالقرنین کی مثل تم میں بھی موجود ہے۔ مراد حضرت کی یہ تھی کہ میں بھی مثل ذوالقرنین ہوں۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ذوالقرنین کو خدائے تعالےٰ نے اُن کی قوم کی ہدایت پر مامور کیا تھا۔ پس اُس قوم نے ذوالقرنین کے سر کے داہنے حصہ پر تلوار ماری خدا نے اُن کو پانچسو برس تک مُردہ رکھا۔ پھر دوبارہ زندہ کر کے اُنہی کی ہدایت کے واسطے بھیجا۔ تو اب کی دفعہ اُنہوں نے ذوالقرنین کے بائیں حصۂ سر پر ضربت لگائی۔ پھر خدا نے اُن کو پانسو برس کے لئے موت دے دی۔ پھر زندہ کر کے اُن لوگوں کے پاس ہدایت کے لئے بھیجا اور زمین کے مشرق و مغرب کا مالک کر دیا۔ یعنی جہاں سے سورج نکلتا دکھائی دیتا ہے وہاں سے لے کر اُس جگہ تک کا جہاں وہ ڈوبتا نظر آتا ہے۔ چنانچہ آیات مندرجہ ذیل میں خدا تعالےٰ نے اسی امر کی خبر دی ہے۔ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ الخ۔

تفسیر عیاشی میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ذوالقرنین نہ نبی تھے اور نہ رسول بلکہ

وہ ایک بندہ تھے جو اللہ کو دوست رکھتے تھے اور اللہ اُن کو دوست رکھتا تھا۔ وہ خدائے تعالےٰ کی جناب میں خلوص رکھتے تھے اور خدائے تعالےٰ اُن کو بندۂ خالص جانتا تھا۔ اُنھوں نے اپنی قوم کو (دینِ خدا کی) دعوت دی۔ اُن لوگوں نے اُن کے ایک حصّۂ سر پر ضربت لگائی اور اُن کو مار ڈالا پھر خدائے تعالےٰ نے اُن کو مبعوث فرمایا اور اُن لوگوں نے اُن کے دوسرے حصّۂ سر پر ضربت لگائی اور اُن کو قتل کر دیا۔ اور ایک حدیث میں یوں وارد ہے کہ اُن حضرت سے کسی نے دریافت کیا تھا کہ آیا ذوالقرنین بادشاہ تھے یا نبی۔ اور اُن کے دونوں قرن سونے کے تھے یا چاندی کے۔ حضرت نے فرمایا کہ نہ وہ نبی تھے اور نہ بادشاہ اور نہ اُن کے قرن سونے کے تھے اور نہ چاندی کے (اس سے آگے وہ بیان فرمایا جو عیاشی کی روایت میں اوپر مذکور ہو چکا)۔

الخصال میں بطور حدیث مرفوع منقول ہے کہ تمام روئے زمین کے چار شخص مالک ہوئے ہیں دو مؤمن تھے اور دو کافر۔ مؤمن تو سلیمانؑ بن داؤدؑ اور ذوالقرنین تھے اور کافر نمرود مردود اور بخت نصر شقی۔ ذوالقرنین کا نام عبداللہ بن ضحاک تھا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ ذوالقرنین ایک بندۂ صالح تھے جن کا نام عیاش تھا۔ خدائے تعالےٰ نے ان کو طوفان نوحؑ کے بعد گذشتہ صدیوں میں سے کسی صدی میں برگزیدہ فرما کے نواحِ مغرب کی طرف ہدایت کے لئے بھیجا۔ وہاں کے لوگوں نے اُن کے سر کے داہنے حصّہ پر ضربت لگائی۔ جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ پھر سو برس کے بعد خدائے تعالےٰ نے اُن کو زندہ کر کے بلادِ مشرق میں بھیجا۔ وہاں کے باشندوں نے اُن کی تکذیب کی اور سر کے بائیں حصّہ پر ضربت لگائی اور وہ اُس سے ہلاک ہو گئے۔ پھر سو برس کے بعد خدائے تعالےٰ نے اُن کو زندہ کیا اور سر پر جو دو ضربیں لگی تھیں۔ اُن ضربوں کی جگہ دو کھوکھلے سینگ پیدا کر دئے جن کو سلطنت کی عزت اور نبوت کی علامت قرار دیا۔ پھر خدائے تعالےٰ نے اُن کو آسمانِ دنیا تک بلند کیا اور پردے اُن کی آنکھوں سے ہٹا دئے گئے۔ تمام دنیا کی چیزیں خشکی اور تری پہاڑ اور چٹیل میدان اور کچھاریں سب دکھائی دینے لگیں۔ یہاں تک کہ مشرق سے مغرب تک کی ساری چیزوں پر اُن کی نگاہ پڑ گئی اور خدائے تعالےٰ نے اُن کو ہر شئے میں ایسی بصیرت عطا فرمائی جس سے اُنھوں نے حق و باطل کو پہچان لیا اور ایک بادل کے ذریعہ سے اُن کی تائید کی جس میں اندھیریاں بھی ہوتی تھیں اور کڑک بھی اور چمک بھی۔ اور وہ ہر وقت اُن کے سر پر رہتا تھا۔ پھر اُن کو زمین پر اُتارا اور وحی فرمائی کہ اب زمین کے مغربی نواح میں بھی جاؤ اور مشرقی میں بھی اس لئے کہ ہم ملکوں میں تمہارے لئے چلنا پھرنا آسان کر دیں گے اور بندوں کو تمہارا منقاد و مطیع بنا دیں گے۔ اور تمہارا خوف اُن کے دلوں میں بٹھا دیں گے۔ چنانچہ پہلے وہ مغرب کی طرف گئے۔ جس بستی میں پہنچتے تھے تو غضب ناک

شیر کی طرح ڈکارتے تھے اور اُس بادل سے جو اُن کے سر پہ رہتا تھا اُس بستی پر تاریکی چھا جاتی تھی جس میں کڑک اور دمک ہوتی تھی۔ جو اُن سے مخالفت کرتا تھا اور دشمنی کرتا تھا اُس پر بجلی گرا کر اُسے ہلاک کرتے تھے۔ ابھی ذوالقرنین مغرب میں نہ پہنچنے پائے تھے کہ تمام مشرق و مغرب والے اُن کے تابع فرمان ہو گئے جیسا کہ قولِ باری تعالےٰ اِنَّا مَكَّنَّا فِی الاَرضِ الخ سے ظاہر ہے۔

جنابِ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ ذوالقرنین کو خدا تعالےٰ نے اختیار دیا تھا کہ چاہیں تو سخت بادلوں پر سوار ہو کے زمین کی مسافت طے کریں یا مطیع و فرمانبردار بادل پر تو اُنھوں نے آخر الذکر بادل کو پسند کیا تھا۔ اسی پر وہ سوار ہوتے تھے اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تھے تو اپنی طرف سے آپ ہی ایلچی بن کر اُن کے پاس جاتے تھے تاکہ اور ایلچیوں کو جھٹلانے کا جیسا موقع ہوسکتا ہے وہ اُن کو نہ ملے۔

جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السلام سے کسی نے ذوالقرنین کے حالات دریافت کیے تو حضرت نے جواب دیا کہ ذوالقرنین کے لئے خدا نے بادل کو مسخر کر دیا تھا اور اسباب اُن کے لئے مہیا کر دیے تھے اور ایک روشنی اُن کو عطا فرمائی تھی۔ کسی نے عرض کی کہ وہ روشنی کیسی تھی؟ فرمایا وہ روشنی ایسی تھی جس سے وہ رات کو بھی دن کی طرح دیکھ لیتے تھے۔

(**قولِ مترجم**۔ بجلی کی روشنی کے خیالی موجد دیکھ لیں کہ پہلے بھی یہ روشنی عطا ہو چکی ہے۔ کچھ اس زمانہ والوں کی ذاتی ایجاد نہیں ہے)

الاکمال اور الخرائج میں ہے کسی نے جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ ذوالقرنین کو یہ بات کیسے حاصل ہوئی کہ شرق و غرب میں پہنچ گئے؟ فرمایا خدا نے تعالےٰ نے بادل کو اُن کا فرمانبردار بنادیا تھا اور اسباب اُن کے واسطے آسان کر دیے تھے اور ایک روشنی عطا فرمائی تھی جس کی وجہ سے اُن کے لئے رات اور دن یکساں تھا۔ اور الخرائج میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ اُنھوں نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ وہ سورج سے اس قدر قریب ہو گئے کہ اُنھوں نے اُس کے شرقی کنارہ کو بھی پکڑ لیا تھا اور غربی کنارہ کو بھی۔ جب اُنھوں نے اپنی قوم سے یہ قصہ بیان کیا اور اپنی منزلت اُن پر ظاہر کی تو اُنھوں نے اُنکا نام ذوالقرنین رکھا۔ اور اُنھوں نے اُن سب کو خدا کی طرف دعوت دی اور وہ داخلِ اسلام ہوئے۔

قولِ مترجم۔ اُوپر کی روایتوں میں پانچ پانچ سو برس بھی ذوالقرنین کا مُردہ رہنا بیان کیا گیا ہے اور ایک ایک سو برس بھی۔ ظاہراً یہ اختلافِ بیان روایات کو مشکوک کرنے والا ہے۔ مگر جن لوگوں کو علمِ ہیئت میں دخل ہے اُن کو یہ معلوم ہے کہ عطارد کا سال اٹھاسی دن کا ہوتا

ہے۔ زہرہ کا دو سو چون دن کا۔ زمین کا تین سو پینسٹھ دن کا۔ اسی طرح مریخ و مشتری و زحل و یورنیس وغیرہ کے بڑے بڑے یعنی زمین کے سال کے حساب سے کئی کئی برس کے ایک ایک برس ہوتے ہیں۔ اور اُن زمانوں میں جبکہ ذوالقرنین تھے مختلف قومیں مختلف ستاروں کی پرستش کیا کرتی تھیں اور اُنہی کے حساب سے اپنا سال بھی شمار کرتی تھیں تو ممکن ہے کہ کسی سیارہ کے پانچ برس دُوسرے سیارہ کے ایک برس کے برابر ہوں۔ تو اسی طرح ممکن ہے کہ پہلے سیارہ کی ماننے والی قوم کے نزدیک جس واقعہ کو پانسو برس گزرے ہوں دُوسرے سیارہ کے ماننے والی قوم کے نزدیک اُسی واقعہ کو سو برس گزریں گے۔ پہلی قوم کی روایت اگر پانسو برس ہوگی تو دُوسری قوم کے یہاں کی مطابق اُسی روایت میں سو برس رہ جائیں گے۔ مختصراً اتنا اشارہ کر دیا گیا۔ زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔

تفسیر بُرہان میں جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ذوالقرنین ایک مردِ نیک تھے۔ خدائے تعالےٰ نے اُن کو اپنے بندوں پر حُجّت قرار دیا تھا پس اُنہوں نے اپنی قوم کو دینِ خدا کی طرف ہدایت کی اور اُن کو تقوےٰ اور پرہیز گاری کا حکم دیا۔ اُس قوم نے ذوالقرنین کے ایک حصّۂ سر پر ضربت ماری۔ پس ذوالقرنین ایک زمانہ تک غائب رہے۔ لوگوں نے خیال کیا کہ یا تو وہ مر گئے یا کسی جنگل میں چلے گئے۔ پھر وہ ظاہر ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے۔ پس اُنہوں نے اُن کے دُوسرے حصّۂ سر پر بھی ضربت لگائی۔ اور تم میں بھی ایک ذوالقرنین موجود ہے (مراد جنابِ امیر علیہ السّلام ہیں) خدا نے ذوالقرنینؑ کو تمام روئے زمین کا بادشاہ کیا تھا۔ اور ہر چیز کا سبب اُن کو عطا فرمایا تھا اور وہ مشرق میں بھی پہنچے تھے اور مغرب میں بھی۔ اور خدائے تعالےٰ میری اولاد میں سے قائمِ آلِ محمّد کو ہو بہو ایسی ہی حکومت عنایت کرے گا۔ اور اُن کو زمین کے شرق میں بھی پہنچا دے گا۔ اور غرب میں بھی۔ زمین کا کوئی حصّہ پہاڑی ہو یا چٹیل میدان جس پر ذوالقرنین نے قدم رکھا ہے باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ خدائے تعالےٰ قائمِ آلِ محمّدؑ کو اُس پر پہنچائے گا۔ رُوئے زمین کے خزانے اُن کے لئے کھول دے گا اور کانیں ظاہر فرما دے گا۔ رُعب و دبدبہ سے اُن کی مدد فرمائے گا۔ اور تمام رُوئے زمین کو اُن کے ذریعہ سے عدل و انصاف سے اُسی طرح مملو کر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

کتاب اختصاص میں جناب شیخ مفیدؒ نے بہ سلسلۂ اسناد خود عبدالرحمٰن قصیر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ ذوالقرنین

کے پاس خدا نے دو بادل بھیجے تھے ایک ذلول دوسرا صعب اور یہ اختیار دیا تھا کہ اُن دونوں میں سے جس کو چاہیں پسند کریں۔ پس اُنھوں نے ذلول کو اختیار کیا اور صعب تمہارے مولا کے لئے چھوڑ دیا۔ میں نے عرض کی صعب کیا چیز ہے؟ حضرت نے فرمایا صعب وہ بادل تھا جس میں گرج اور بجلی اور صاعقہ تھا۔ تمہارے امام اُس پر سوار ہوں گے اور ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے اسباب ملاحظہ کریں گے۔ پس وہ پانچ زمینیں آباد اور دو زمینیں غیر آباد پائیں گے۔ نیز اُسی کتاب میں ابوبصیر سے منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام تمام زمین کے اوپر اور نیچے کے بادشاہ تھے۔ دو بادل اُن کے سامنے پیش کئے گئے تھے ایک ذلول دوسرا صعب۔ ذلول میں زمین کے اوپر کا فرشتہ کا۔ اور صعب میں زمین کے نیچے کا فرشتہ تھا۔ پس اُن جناب نے صعب کو اختیار کیا۔ وہ ساتوں زمینوں میں اُن کو لے گیا۔ پس اُن جناب نے چار زمینیں آباد پائی تھیں اور تین غیر آباد۔ اُسی کتاب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے ذوالقرنین کے پاس دو بادل ایک ذلول دوسرا صعب بھیجے تھے اور اُنہیں اختیار دیا تھا کہ جسے چاہیں پسند کریں۔ تو اُنھوں نے ذلول کو پسند کیا تھا۔ ذلول وہ بادل ہے جس میں بجلی اور گرج نہ تھی۔ صعب کو اس لئے انہوں نے پسند نہ کیا تھا کہ اُسے خدائے تعالےٰ نے قائم آلِ محمدؐ کے لئے رکھا تھا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۷ متعلق صفحہ ۴۸۵

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص کوئی عملِ خیر خوشنودیٔ خدا کے لئے نہ بجا لائے بلکہ غرض اُس کی یہ ہو کہ لوگ سُن کر تعریف کریں تو یہ شخص اپنی عبادت میں مشرک ہوگا۔ پھر فرمایا جو شخص چھپا کے نیکی کرے تو خداوند عالم اُس کو کبھی نہ کبھی ضرور ظاہر کر دے گا اور جو بندہ پوشیدہ بُرا کام کرے تو اگرچہ کتنا ہی زمانہ گذر جائے تو خدائے تعالےٰ اُسے کبھی نہ کبھی ظاہر کر دے گا۔ تفسیر برہان میں ہے حسن بن علی وشا کہتے ہیں کہ میں جناب امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا میں نے اُن جنابؑ کے پاس لوٹا رکھا ہوا ہے اور وہ نماز کے لئے وضو کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے حضرت کے دستِ مبارک پر پانی ڈالنے کا ارادہ کیا مگر اُن جنابؑ نے منع کر دیا۔ میں نے عرض کی اے مولا! آپ مجھ کو ثواب حاصل کرنے سے کیوں روکتے ہیں؟ فرمایا اے حسن! تم کو تو ثواب ملیگا مگر میں زیربار ہو جاؤں گا۔ میں نے عرض کی اے مولا یہ کیوں؟ حضرت نے جواب دیا کیا تم نے قولِ باری تعالےٰ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ؁ نہیں سُنا ہے۔ اب میں نماز کے لئے وضو کرتا ہوں۔ نماز خدائے تعالےٰ کی عبادت

ہے۔ مجھے مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ میری عبادت میں کوئی شریک ہو جائے۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی۔ حضرت نے فرمایا کہ عمل صالح سے ائمہ اثنا عشر کی معرفت مراد ہے اور لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ؕ سے حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت مقصود ہے کہ کسی دوسرے نا اہل کو اُن جناب کی خلافت میں شریک نہ کرنا چاہیئے۔ تفسیر قمی میں اُن ہی حضرت سے روایت کی گئی ہے کہ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ؕ کا یہ مطلب ہے۔ کہ ولایت آلِ محمدؐ کے ساتھ کسی اَور کی ولایت کو شریک نہ کرنا چاہیئے اور اُن کی ولایت عمل صالح ہے۔ اور جس نے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک کیا اُس نے ہماری ولایت میں بھی شریک کیا اور اُس کا انکار کیا۔ اور جناب امیرالمومنین کے حق اور اُن کی ولایت کا بھی منکر ہوا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۷ متعلق صفحہ ۴۹۲

کافی میں ہے۔ جابر جعفی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ مجھے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ فرشتوں میں ایک فرشتہ خدا کے نزدیک نہایت جلیل القدر تھا (ترک اولیٰ کی وجہ سے) اُس پر عتابِ خداوندی ہوا۔ آسمان سے زمین پر اُتار دیا گیا۔ پس وہ جناب ادریسؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے ادریسؑ! خدا کے نزدیک آپ کا بڑا مرتبہ ہے۔ آپ خدائے تعالےٰ سے میری سفارش کر دیجئے۔ یہ سُنکر حضرت ادریسؑ نے پیہم تین رات بے تکان نماز پڑھی۔ اور تین روز بغیر افطار کے روزے رکھے۔ پھر چوتھی صبح کو اُس فرشتے کے لئے خدائے تعالےٰ سے دعا مانگی۔ فرشتے نے عرض کی اے ادریسؑ! دعا آپ کی قبول ہوگئی۔ خدائے تعالےٰ نے مجھے بازو عطا فرمادئے۔ اے ادریسؑ! میں چاہتا ہوں کہ آپ کے احسان کے شکریہ میں آپ کی کوئی خدمت بجالاؤں اگر کوئی مطلب ہو تو بیان فرمائیے۔ حضرت ادریسؑ نے جواب دیا کہ تم مجھے ملک الموت کو دکھا دو۔ شاید کہ میں اُن سے مانوس ہو جاؤں۔ کیونکہ ملک الموت کی یاد کے ساتھ مجھے کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ پس فرشتے نے اپنے بازو پھیلادئے اور کہا کہ اے ادریسؑ! سوار ہو جائیے۔ پس وہ فرشتہ حضرت ادریسؑ کو لے کر آسمانِ دنیا پر پہنچا اور ملک الموت کو وہاں تلاش کیا اور نہ پایا۔ کسی نے کہا دوسرے آسمان پر جاؤ۔ پس وہ فرشتہ برابر اُڑتا رہا یہانتک کہ چوتھے اور پانچویں آسمان کے مابین ملک الموت کو آتے ہوئے دیکھا۔ فرشتہ نے ملک الموت سے کہا کہ اے ملک الموت! میں تم کو اِس وقت تُرش رو پاتا ہوں۔ ملک الموت نے جواب دیا۔ کہ میں ابھی عرش کے نیچے تھا کہ یکایک حکم خدا پہنچا کہ اے ملک الموت! آسمانِ چہارم و پنجم

کے درمیان ایک آدمی کی رُوح قبض کرو۔ اس حکم سے مجھ کو نہایت تعجب ہوا ہے۔ یہ باتیں سُن کر جناب ادریسؑ خوف زدہ ہو گئے اور فرشتے کے بازو سے چھٹ پڑے۔ اُسی جگہ ملک الموت نے اُن کی رُوح قبض کر لی۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا مطلب یہی ہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں یوں روایت ہے کہ ایک فرشتہ پر (بوجہ ترکِ اولےٰ) عتابِ الٰہی ہوا۔ تمام بال و پر اُس کے نوچ دیے گئے اور کسی جزیرہ میں ڈال دیا گیا۔ مدتوں اُسی میں پڑا رہا۔ یہاں تک کہ ادریس علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ پس وہ فرشتہ اُن جناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یا نبی اللہ! آپ میرے حق میں دُعا کریں کہ خدائے تعالےٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور مجھے بازو عطا کر دے۔ حضرت ادریسؑ نے اُس کے لئے دُعا کی۔ پس خدائے تعالےٰ اُس سے راضی ہو گیا اور بال و پر اُسے واپس دئے۔ فرشتے نے عرض کی یا نبی اللہ! اگر کوئی ضرورت ہو تو بیان فرمایئے کہ میں اُسے انجام دوں۔ جناب ادریسؑ نے جواب دیا کہ تم مجھے آسمان پر لے چلو کہ میں ملک الموت کو ایک نظر دیکھ لوں کہ اُن کی یاد کے ساتھ زندگی تلخ ہے۔ پس وہ فرشتہ حضرت ادریسؑ کو اپنے بازو پر بٹھا کے لے اُڑا یہاں تک کہ آسمانِ چہارم تک پہنچا دیا۔ حضرت ادریسؑ نے دیکھا کہ ملک الموت تعجب سے سر ہلاتے آ رہے ہیں۔ پس حضرت ادریسؑ نے ملک الموت کو سلام کر کے سر ہلانے کا سبب دریافت کیا۔ ملک الموت نے جواب دیا ابھی مجھے حکمِ خدا ہوا ہے کہ میں آسمانِ چہارم و پنجم کے مابین آپ کی رُوح قبض کروں۔ میں نے عرض کیا تھا۔ اے میرے پروردگار! چوتھے آسمان کی موٹائی پانسو برس کی ہے اور چوتھے آسمان سے تیسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے۔ پھر تیسرے آسمان کی موٹائی پانسو برس کی ہے اور تیسرے آسمان سے دُوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے۔ پھر دُوسرے کی موٹائی بھی اُتنی ہی ہے اور دوسرے آسمان سے پہلے آسمان تک فاصلہ بھی اتنا ہی ہے۔ آسمانِ اوّل کی موٹائی بھی اُسی قدر ہے۔ پھر آسمانِ اوّل سے زمین تک بھی اتنی ہی مسافت ہے۔ تو اُن کی رُوح کا قبض کرنا اتنی بلندی پر کیسے ہوگا (یہ عرض ہی کر رہا تھا کہ آپ کو میں نے دیکھ کر تعجب کیا) پھر ملک الموت نے چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان جنابِ ادریسؑ کی روح قبض کر لی۔ قولِ باری تعالےٰ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا یہی مطلب ہے۔ نیز اُسی کتاب میں بروایتِ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام خود جناب رسُولِ خدا سے حدیثِ شبِ معراج میں منقول ہے۔ آنحضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر میں آسمان چہارم پر گیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں ایک شخص موجود ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ اے جبرئیلؑ یہ شخص کون ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ حضرت ادریسؑ یہی تو ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے اس مکان بلند

تک رفعت دی ہے۔ پس میں نے اُن کو سلام کیا اور اُنہوں نے مجھے سلام کیا اور میں نے اُن کے لئے دعائے مغفرت مانگی اور اُنہوں نے میرے لئے دعائے مغفرت کی۔

قولِ مترجم۔ کوئی صاحب یہ وہم نہ کریں کہ حضرت ادریسؑ زندہ نہیں ہیں جیسا کہ اہلِ اسلام کا اعتقاد ہے۔ اُوپر کی روایتوں سے صاف ثابت ہے کہ وہ زمین سے زندہ ہی اُٹھائے گئے اور آخری روایت بتلاتی ہے کہ وہ آنحضرت سے زندہ ہی ملے۔ پس قبضِ روح جو چوتھے اور پانچویں آسمان کے مابین ملک الموت کے ہاتھوں واقع ہوئی وہ شاید اُس وحشت کے رفع کرنے کی غرض سے ہو جو اُن کو ملک الموت سے تھی۔ اور پھر وہی رُوح اُن کے جسم میں لوٹا دی گئی ہو۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۴۹۶

اُس دروازہ پر ایک درخت ہے جس کا ایک ایک پتّا اتنا بڑا ہوگا کہ ایک لاکھ آدمی اُس کے سایہ میں آجایں۔ اور اُس درخت کے داہنی طرف ایک پاک و پاکیزہ چشمہ ہوگا اُس میں سے اُن لوگوں کو ایک ایک گھونٹ پانی پلایا جائے گا۔ جس کی وجہ سے خداوند عالم اُن کے دلوں کو حسد سے پاک کردے گا اور اُن کے بدنوں سے بال گر پڑیں گے۔ یہ مطلب قولِ باری تعالیٰ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا سے ظاہر ہوتا ہے۔ پھر وہ لوگ درخت کی بایئں جانب والے چشمہ پر وارد ہوں گے۔ وہ آبِ حیات کا چشمہ ہوگا۔ اُس میں وہ لوگ نہایئں گے۔ پھر کبھی اُن کو موت نہ آئے گی۔ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ پھر وہ لوگ عرش کے سامنے ٹھہرائے جایئں گے اور ہر ہر طرح کی آفتوں سے اور بیماریوں سے اور گرمی و سردی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو چکے ہونگے امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اُن فرشتوں سے جو اُنکے ساتھ ہونگے فرمائیگا کہ اے فرشتو! میرے اِن دوستوں کو جنّت میں لیجاؤ۔ یہاں عام لوگوں کے ساتھ اِن کو نہ ٹھہراؤ۔ میں اِن سے پہلے ہی راضی ہو چُکا اور میری رحمت اِن پر لازم ہو چکی۔ پھر مجھے یہ کیسے گوارا ہو کہ میں اِن کو ہر نیک و بد کے ساتھ کھڑا رکھوں۔ پس ملائکہ اُن کو جنّت کی طرف لیجائینگے اور بڑے دروازہ پر پہنچکے ملائکہ زنجیر در ہلائینگے۔ اُس زنجیر کی رگڑ سے ایک آواز پیدا ہوگی جو تمام حورانِ بہشتی کے کانوں میں پہنچیگی جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے دوستوں کے لئے پیدا کیا اور مہیّا کر رکھا ہے۔ پس وہ حوریں جس وقت کھٹکھٹانے کی آواز سنیں گی تو خوش خوش ایکدوسرے کو بشارت دینگی اور کہینگی آؤ! ہمارے پاس اولیائے خدا آتے ہیں۔ پس اُنکے لئے دروازہ کھول دیا جائیگا۔ وہ سب کے سب جنّت میں داخل ہو جایئں گے۔ اُن کی ازواج حور العین میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی اُن پر جُھک جُھک کر نظر کرینگی اور کہینگی خوشا حال آپ لوگوں کا ہم تو آپ کے بڑے مشتاق تھے۔ اولیائے خدا بھی اِن حوروں وغیرہ کو ویسا ہی جواب دینگے۔

(تمام شُد)